مغربی تنقید کے جدید رجحانات

Modern trends in Western criticism

DOI: https://doi.org/**10.54692/**nooretahqeeq.**2024.08032239**

ڈاکٹر فضیلت بانو

Dr Fazeelat Bano
Associate Professor, Department of Urdu
Minhaj University, Lahore

محمد طاہر علی

Muhammad Tahir Ali
MPhil Urdu, Minhaj University, Lahore

Abstract:

Westren New Criticism was a formalist movement in literary theory. New criticism developed as a reaction to the older philological and literary history that dominated literary criticism in the middle decades of the 20th century, which focused on the history and meaning of individual words and their relation to foreign and ancient languages, comparative sources, and the biographical circumstances of the others. The new critics felt that this approach tended to distract from the text and meaning of a poem and entirely neglect its aesthetic qualities in favor of teaching about external factors. New criticism believed the structure and meaning of the text were intimately connected and should not be analyzed separately. In order to bring the focus of literary studies back to analysis of the texts. The new critics also looked for paradox, paradox, ambiguity, irony, and tension to help establish the single best and most unified interpretation of the text.

Keywords:

Westren, Paradox, Aesthetic Qualities, Ambiguity, Interpretation, Circumstances

کسی قوم کے سماجی و عمرانی رویے ملکی ترقی کے ساتھ ساتھ وہاں کی ادبی جہتوں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ ترقی یافتہ، مہذب اور جدید معاشرے کا ادب بھی اعلیٰ اقدار کا حامل ہوتا ہے۔ معاشرے کی غربت اور پس ماندگی سے ادب کی محدودیت اور جدیدیت سے اس کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مغربی معاشرے کی آزادی اور خود مختاری نے وہاں کی ادبی

قدروں کو نہ صرف اعلیٰ تخلیقی معیارات سے ہم کنار کیا بلکہ اسے آفاقی وسعتوں کا حامل بھی بنایا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی انقلابی ترقی نے مغربی ادبی رجحانات کو ایک نئی معنویت سے ہم کنار کیا۔ اس کے برعکس مشرقی ادب ہمیشہ تنگ دامنی کا شکار رہا۔ مغربی تخلیق اور تنقید نے ترقی اور نشوونما کی منازل ساتھ ساتھ طے کیں ہیں۔ بیسویں صدی میں مغرب نے سائنس میں جس قدر ترقی کی، مشرقی ادب اسی قدر سست روی کا شکار رہا اور سائنس اور ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ ہونے کی بجائے شعر و ادب میں جذباتیت اور اخلاقی اقدار پنپنے لگیں۔ شعر و ادب میں اخلاقی اقدار کے بڑھتے ہوئے رجحان پر ایڈگر ایلن پو نے اپنا ایک انقلابی نظریہ پیش کرتے ہوئے حسن و جمال کی اقدار کو شاعری کا ایک شعوری عمل قرار دے کر اخلاقی ابلاغ اور صداقت کی تلاش کو پس پشت ڈال دیا۔ ایڈگر ایلن پو کے انقلابی نظریات کی بدولت فرانس میں علامت نگاری اور برطانیہ میں فن برائے فن کا نظریہ سامنے آیا۔ ایڈگر ایلن کی کوششوں کی وجہ سے اخلاقی جذباتیت کی بجائے فنی شعوری رجحان پیدا ہوا۔

معروف تنقید نگار میتھیو آرنلڈ تنقیدی ادب کا ایک بہت بڑا نقاد تھا وہ شعر و ادب میں فن کی شعوری کوشش پر زور دیتا ہے۔ فن میں ہر قسم کی انتہا پسندی کو فن کے لیے ناپسند کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ رومانوی تحریک کا شدید جذباتی رویہ بھی اس کے نزدیک ناپسندیدہ تھا۔ میتھیو آرنلڈ نے تنقید میں نئی جہت کا اضافہ کیا اور اپنے تنقیدی مضامین کے ذریعے نئے تنقیدی رجحانات متعارف کروائے۔ آرنلڈ اپنے نظریات کی بدولت ایک منفرد نقاد تھا۔ اس نے رومانیت کے رد عمل کے طور پر اپنے نظریات پیش کیے۔ کولرج کی طرح آرنلڈ نے بھی اپنے عہد کے روایتی نظریات کو بدلا اور مغربی ادب پر چھائی ہوئی رومانیت کی انتشاری کیفیت کو ختم کیا۔ آرنلڈ نے ادب اور زندگی کو ہم آہنگ کرتے ہوئے روایت اور تہذیب کی اہمیت پر زور دیا اور مادیت پسندی کے مقابل رومانیت، کلاسکیت، کلچر اور تہذیب کے بنیادی اصولوں کو متعارف کروایا ڈاکٹر سجاد باقر رضوی لکھتے ہیں:

> ”میتھیو آرنلڈ کا کمال یہ ہے کہ اس نے ادب کو زندگی کے حوالے سے اور زندگی کو تنقید کے حوالے سے پرکھنے کی کوشش کی۔ ادب کو تنقید حیات بنا کر اس نے ادب اور زندگی کے رشتے کو استوار کیا اور تنقید کو پوری زندگی کی تنقید کے عظیم منصب پر فائز کیا۔“(۱)

آرنلڈ کا نظریہ ہے کہ ”ادب تنقید حیات“ ہے وہ ادب کے ذریعے اخلاقی قدروں کو سنوارنا چاہتا ہے اور بلند اور ارفع سماجی اقدار کا علم بردار ہوتا ہے۔ آرنلڈ بہ حیثیت نقاد فن میں ہیئت اور مواد کی ہم آہنگی اور تنقید کے لیے تعصب سے دوری، غیر جانبداری، تجسس اور خیالات کی آزادی کو ضروری سمجھتا ہے۔ اس نے رومانوی تحریک سے پیدا ہونے والے اثرات کو ختم کر کے ادب کو نئے نظریات سے روشناس کروایا۔ ادب کو تنقید حیات کہتے ہوئے اس نے زندگی اور ادب کے رشتے میں پہلی بار استحکام پیدا کیا۔ آرنلڈ کے خیال میں اعلیٰ ادب تخلیق کرنے کے لیے ادیب کو اعلیٰ خیالات کا

مرہون منت ہونا ضروری ہے۔ آرنلڈ کے عہد میں تنقید کو ایک کمتر درجے کی چیز سمجھا جاتا تھا۔ وہ خود ایک بلند پایہ ادیب اور نقاد تھا۔ اس نے تنقید کے اصول وضوابط متعین کر کے اس کا وقار قائم کیا۔

والٹر پیٹر ادب میں کسی اصول کو سامنے نہیں رکھتا اس کے خیال میں ادب اور فن کو تخلیق سے پہلے تنقیدی اصولوں کا پابند نہیں ہونا چاہئے اس طرح اس کی حیثیت محدود ہو جائے گی۔ وہ تجرباتی طریق کار کا حامی ہے۔ وہ نقاد کی بیدار مغزی اور فنی حس کے تربیت یافتہ ہونے کا قائل ہے۔ اس کے نزدیک نقاد کا پہلا مقصد یہ دریافت کرنا ہوتا ہے کہ فن پارہ کیسا ہے؟ اس کی بہترین خصوصیات کیا ہیں؟ وہ تخلیق کار کی تخلیق میں ادنی واعلی صفات کا منصفانہ سراغ لگاتا ہے۔ اس کے نزدیک ادب وفن میں موجود حقیقی احساسات اور اسلوب کو نامیاتی اور جاندار ہونا چاہیے تاکہ رسمی اور تقلیدی اشیا کی الگ الگ پہچان ہو سکے۔ بہ حیثیت نقاد پیٹر یہ جاننا چاہتا ہے کہ اشیا اپنا فکری اظہار کس جذبہ اور کس اسلوب میں کرتی ہیں۔ وہ روحانی صفات کو بھی خارجی اور ظاہری صورت میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ زبان اسلوب اور ہیئت وساخت کو سامنے رکھ کر ادب کو تنقیدی موضوع بحث بناتا ہے۔

والٹر پیٹر کے نزدیک اسلوب سے پہلے ہی ادیب اور تخلیق کار کی شخصیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ڈی کوئنسی کی طرح پیٹر بھی ہیئت اور اسلوب کو خیال کی تجسیم کہتا ہے۔ ہیئت اسلوب کو اپنے اندر اسی طرح سموئے ہوئے ہوتی ہے جس طرح اسلوب زبان کو۔ والٹر پیٹر زبان کے سائنسی یا مقصدی استعمال کو اور تخیلی تاثرات کو الگ الگ دیکھتا ہے اور حقیقت اور سچائی کے اظہار کو ہی تخلیق کی تنقید کہتا ہے۔ اس کے نزدیک کسی فن پارے کا تمام حسن سچائی اور صداقت عمدہ پیشکش کی بدولت ہے۔ وہ اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ تنقیدِ ادب میں فنکار کا نظریہ پختہ اور سلجھا ہوا ہو۔ اس کا الفاظ کا انتخاب اور معانی کا استعمال محتاط اور متوازن ہونا چاہئے پیٹر کے نزدیک فن تنقید بھی ایک سائنس ہے اور وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ اسلوب میں سچائی، حقیقت اور حقیقی انسان موجود ہونا چاہئے۔ وہ تخلیق کار کی اصل روح کو ہی سچائی کا اظہار سمجھتا ہے۔ آرنلڈ کے حوالے سے پروفیسر عتیق اللہ لکھتے ہیں:

> ”میتھیو آرنلڈ بنیادی طور پر ایک شاعر تھا جسے شاعری کے رموز اور شاعری کی غیر معمولی تاثیر اور تاثیر کے وجود سے خاص دلچسپی تھی۔ اپنے عہد کے سیاسی اور سماجی نشیب وفراز اور وکٹورین عہد کے انسان کی زر پرستی اور ہوس ناکی کے مضمرات سے بھی وہ پوری طرح واقف تھا اس نے ادبی تنقید کے علاوہ اپنے عصر کے مختلف طبقات اور ان کی رغبتوں کا تہذیبی سطح پر مطالعہ کیا تھا جسے غیر معمولی وقعت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اس معنی میں وہ ایک دانشور کے طور پر نمایاں ہوتا ہے جس کے لیے ادب، انسان اور اس کا عصر ایک مستقل سوال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کارلایل اور رسکن یا والٹر پیٹر اور آسکر وائلڈ کے

معروضات کا دائرہ میتھیو آرنلڈ کے مقابلے میں بے حد تنگ ہے۔کارلائل اور رسکن کلاسیکی اقدار کے گرویدہ تھے اور اخلاق کا ایک بلند تصور رکھتے تھے۔میتھیو آرنلڈ اور ان کے تصورات میں بعض سطحوں پر اختلاف کی گنجائش کم ہے لیکن میتھیو آرنلڈ کے بحث کے موضوعات کی حدود خاصی وسیع ہیں۔ان حدود میں مذہب، سائنس، ثقافت، شاعری، اخلاص، معاصر اقتصادی میلانات وغیرہ شامل ہیں۔"(۲)

آرنلڈ کے نزدیک تخلیقی صلاحیت اعلی انسانی قدر ہے۔ہر دور میں انسان مختلف تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار کرتا آیا ہے اور لطف اندوز ہوتا آیا ہے۔اس لحاظ سے ادیب کئی ذریعوں سے مسرت وانبساط سے ہمکنار ہوتا ہے۔ادیب کے نزدیک سب سے اہم اس کے تصورات اور خیالات ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے عہد اور عصر سے حاصل کرتا ہے۔ایک بڑا ادیب ان تصورات سے موثر طریقے سی تخلیقی دریافت کا کام لیتا ہے۔

"آرنلڈ تنقید کے لیے بے لوثی اور غیر جانبداری پر بھی زور دیتا ہے۔آرنلڈ انگریزی ناقدین کو یہ صلاح دیتا ہے کہ وہ محض انگلستان کے بہترین علم اور بہترین افکار پر ہی نظر نہ رکھیں بلکہ بیرونی ممالک جیسے جرمنی اور فرانس کے بہترین افکار کو بھی جانیں اور انہیں فروغ دیں۔تنقید کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ تازہ بہ تازہ، نو بہ نو اور قابل قدر علم کی تلاش وجستجو کرے اور انہیں مشتہر کرے۔آرنلڈ کی نظر میں تنقید اور صرف تنقید ہی مستقبل سازی میں معاون ہو سکتی ہے تنقید کو بہر حال متین، لچکدار سر گرم اور ہمیشہ علم افزا ہونا چاہیے تب ہی وہ تخلیقی عمل کی طرح مسرت بخشنے کی اہل ہو سکتی ہے۔"(۳)

یورپی تنقید کے کار گزاروں میں امریکی نقاد ہنری جیمس ایک معروف نقاد تھا۔اس نے فکشن کے فن میں ناول کی تنقید کے بارے میں اہم تنقیدی اصول وضع کیے۔جن کا ناول نگاری کے اسلوب پر گہرا اثر سامنے آیا۔اس نے ناول نگری میں جذباتیت کی بجائے حقیقت پسندی اور اخلاقی اقدار پر زور دیا۔وہ ناول کو معاشتی زندگی کا حقیقی ترجمان سمجھتا تھا۔اس نے ناول نگاری کے تین اہم اصول وضع کیے۔

۱۔ ناول نگاری میں انسانی ہمدردی کا رویہ
۲۔ زندگی کی حقیقتوں کا بیان
۳۔ ہیئت اور اسلوب کی خصوصی پیشکش

تنقید میں روسو کے خیالات کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔اس کے ہاں انسانی مساوات اور برابری کے بارے میں شدید جذبات سامنے آتے ہیں۔اس کے خیال میں "انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر وہ ہر جگہ پابہ زنجیر ہے"۔وہ عوامی

رائے کے احترام کا قائل تھا۔ روسو کے عہد میں اس کے نظریات کو اختلافات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی انقلابی سوچ نے ایک موثر معاشرتی کردار ادا کیا اس حوالے سے ڈاکٹر اصغر علی بلوچ لکھتے ہیں:

”رومانوی ناقدین نے ادب میں تخیل کی ماہیت اور تخلیقی تجربے کی نوعیت پر زور دیا ہے۔ اسی طرح ماضی پرستی، انقلاب، فطرت پرستی کو رومانوی ادب میں مرکزیت حاصل ہے۔“(۴)

ٹی ایس ایلیٹ جتنا بڑا شاعر تھا اتنا ہی بڑا نقاد تھا۔ اس کی ناقدانہ بصیرت کے سب قائل تھے۔ اس کی تنقیدی بصیرت نے ہی اس کے تنقیدی نظریات کو ایک نیا تصور دیا۔ ایلیٹ بھی آرنلڈ کی طرح تنقید کی معنویت، ضرورت اور اہمیت پر زور دیتا ہے۔ ایلیٹ کو اپنے پیش رو ڈرائیڈن، جانسن، کالرج اور آرنلڈ کا تنقیدی تسلسل کہا جا سکتا ہے پروفیسر عتیق اللہ لکھتے ہیں:

”توضیح واستدلال اس کے تنقیدی طریق کار کی بنیادی کلید ہیں۔ شاعری میں وہ جس قدر مبہم اور پیچیدہ ہے تنقید میں اتنا ہی واضح، مدلل، صاف اور شفاف ہے۔ اگرچہ نثر کی بالخصوص استعبادی قوتوں کو آزمانے کا اس کا اپنا ایک طریقہ ہے۔“(۵)

ایلیٹ کے بارے میں وہ مزید لکھتے ہیں:

”ایلیٹ نے باقاعدہ شاعری کی اور تنقید بھی لکھی بلکہ اس کے عہد کا تقاضا ہی کچھ ایسا تھا کہ اسے شاعری کے ساتھ تنقید کی طرف بھی متوجہ ہونا پڑا۔ اس نے زیادہ تر ادب و تنقید کے مسائل کو موضوع بحث بنایا اور اپنا ایک واضح نقطہ نظر پیش کیا۔ اسے اپنے عہد کی ایک قسم کی کھوکھلی اور گومگو تنقید سے شکایت بھی تھی جسے اس نے کئی مقامات پر ہدف ملامت بنایا۔ ایلیٹ کا کہنا ہے کہ تنقید اور تخلیق لازم وملزوم ہیں بلکہ ایک اچھا شاعر ہی اچھا نقاد ہو سکتا ہے۔“(۶)

ایلیٹ یہ بات ضروری سمجھتا ہے کہ وہ ادبی روایت کی پوری تفہیم سے واقف ہو اسے اپنی پیش رو روایت کا پوری طرح علم ہونا چاہیے۔ وہ روایت کو بہت وسیع معنی دیتا ہے ایلیٹ نے تین چیزوں پر زیادہ زور دیا ہے۔

اوّل: جس طرح روایت کا شعور فن کار کے سامنے بسلسلہ ماضی کا مسئلہ رکھتا ہے۔ اسی طرح تنقید کے تفاعل کے لیے بھی سلسلۂ ماضی کے مسئلے کی خاص اہمیت ہے جس کے معنی ماضی کے گہرے احساس اور تاریخی شعور کے ہیں۔

دوم: تنقید تخلیق کی طرح خود کارانہ یا محض خود پر اکتفا کرنے والا عمل نہیں ہے اس کا تفاعل ادبی فن پارے کی تشریح کے عمل اور قاری کے ذوق کی اصلاح و درستی کے ساتھ مشروط ہے۔

سوم: نقاد میں اصلیت کو سمجھنے کا ایک ترقی یافتہ شعور ہونا چاہیے تقابل اور تجزیہ اس کی تنقید کے بہترین اوزار ہیں جو اسے سر سری رائے زنی اور قیاس آرائی سے روکتے ہیں۔ ایلیٹ ماضی کی ہیشگی اور دائمیت کے بارے میں لکھتا ہے:۔

> ”ہم کسی شاعر کی توصیف کرتے وقت اس کی تخلیقات کے ان پہلوؤں پر زور دیتے ہیں جہاں وہ دوسرے شاعروں سے کم سے کم مماثل ہوتا ہے۔ اس کی شاعری کے ان حصوں اور پہلوؤں سے ہم اس کی انفرادیت اور اصل جوہر کی ٹوہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں اس شاعر اور اس کے پیش روؤں اور بالخصوص اس کے قریبی پیش روؤں میں جو فرق ہے اس پر ہم اطمینان کا اظہار کرتے ہیں اور خاص طور پر ان خصوصیات کی تلاش کرتے ہیں جو اس شاعر کو دوسرے شاعروں سے الگ اور ممتاز کرتی ہیں تاکہ اس فرق سے لطف اندوز ہوا جا سکے۔ لیکن اس کے برخلاف اگر ہم کسی شاعر کا مطالعہ بغیر اس تعصب کے کریں تو ہم اکثر یہ محسوس کریں گے کہ اس کی شاعری کے نہ صرف بہترین بلکہ منفرد ترین حصے بھی ایسے ہیں جن میں مرحوم شعرا اور اس کے اسلاف اپنی لافانیت کو زیادہ شدت کے ساتھ ظاہر کر رہے ہیں۔“(۷)

ایلیٹ کے خیال میں ٹینی سن اور براؤننگ کے ہاں شاعری کے ساتھ ساتھ فکری رویہ بھی ملتا ہے لیکن ان کے ہاں فکر کے محسوسات کی فوری صلاحیت نہیں ملتی بلکہ ان کے ہاں فکر و احساس، استدلال اور جذبے کے ساتھ ساتھ تخلیقی یگانگت کے برعکس دوری اور دوئی نظر آتی ہے۔ ناپختہ احساس اور شعور و ادراک کی روایت جدید فرانسیسی شعرا ٹرسٹان کوربیئر اور جیولیس لافورگ کے ہاں ملتی ہے جس کے اثرات بعد میں ڈبلیو۔ بی۔ ییٹس، ایذرا پاؤنڈ اور ہاپکنس کے کلام کے ساتھ ساتھ خود ایلیٹ کے شعری فن میں بھی ملتے ہیں۔

آئی اے رچرڈسن ایک معروف انگریزی نقاد ہے جو اپنے جدید تنقیدی نظریات میں سائنسی طریق کار کا قائل ہے اور اس ضمن میں نفسیاتی استدلال استعمال کرتا ہے۔ وہ زندگی اور شاعری کے مابین مضبوط تعلق کا خواہاں ہے وہ شاعر کو عام انسانوں کی نسبت زیادہ حساس قرار دیتا ہے اس کے ذہنی تجربوں کو افضل قرار دیتا ہے۔ جانسن کے ہاں تنقید کا ایک اور رجحان ملتا ہے جس میں وہ فن کو زندگی کا ایک حصہ خیال کرتا ہے۔ وہ تخیل کی بجائے حقیقت کو پسند کرتا ہے۔ اپنے حقیقت پسند نظریات کی بدولت ہی وہ رچرڈسن کو قابل ستائش اور فیلڈنگ کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ شکسپئیر کو پسند کرنے کے باوجود اس کی تعلیمی بے اخلاقی کو پسند نہیں کرتا۔ وہ ادب کو عالمگیر اور آفاقی دیکھنا چاہتا ہے تاکہ ہر زمانے کے لوگ اس سے متاثر ہو سکیں۔ گوئٹے بھی شاعری کو محدود دائرے میں بند کرنے کے حق میں نہیں اس کے تنقیدی نظریات اور افکار بہت

اہمیت کے حامل ہیں۔ میتھیو آرنلڈ اسے ایک ایسا نقاد مانتا ہے جو ہر دور میں اہمیت کا حامل رہے گا۔

انگلستان میں رومانوی تنقید کے دو بڑے نقاد سامنے آتے ہیں ورڈزورتھ اور کولرج، انقلاب فرانس کے بعد ورڈز ورتھ جب واپس انگلستان آیا تو اس کے نظریات میں انقلاب کا جذبہ دیکھا جا سکتا تھا۔ اس نے کولرج کے ساتھ مل کر نئے شاعرانہ نظریات کی بنیاد کھڑی کی۔ وہ سادہ اسلوب اور فطرت نگاری کے ساتھ ساتھ صداقت اور سچائی کا خواہاں تھا وہ شاعری کو اخلاقی اصلاح اور مسرت کا ذریعہ سمجھتا تھا۔

کولرج جو کہ خود انگریزی کا ایک عظیم نقاد تھا اس نے ورڈزورتھ کے نظریات اور خیالات کی وضاحت موثر انداز میں کی اور اس کی نسبت شاعری کی زبان اور اسلوب کا صحیح رخ اور درست سمت میں تعین کرتا ہے۔ ورڈز ورتھ نظم ونثر کی زبان میں امتیاز نہیں رکھتا جبکہ کولرج دونوں کو الگ الگ دائروں میں رکھتا ہے۔ اپنے انہی خیالات کی وجہ سے وہ مارٹن لوتھر سے بہت متاثر ہوتا ہے اور اسے ایک عظیم شاعر مانتا ہے کولرج فلسفیانہ تنقید نگار ہے۔

روسی ہیئت پسندی:۔ بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں روسی ہیئت پسندی کی تحریک سامنے آئی۔ اس کا آغاز و ارتقا ۱۹۱۵ء سے ۱۹۵۰ء تک محیط ہے اسی دوران ادب کی زبان اور ادب کی سائنس کی تشکیل کے لیے ۱۹۱۵ء میں ماسکو لنگوسٹ سرکل کا قیام عمل میں آیا دوسرا حلقہ ۱۹۶۲ء میں پیٹروگراڈ میں شعری زبان کے مطالعے کے لیے ایک سوسائٹی قائم کی گئی جس کا پیش رو روسی ہیئت پسند وکٹر شکلووسکی تھا ان دونوں حلقوں کے اشتراک کا نام روسی ہیئت پسندی ہے۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں روسی ہیئت پسندوں کے سامنے اہم سوال یہ تھا کہ ادب کو کیسا ہونا چاہیے۔ روسی ہیئت پسندوں کے اپنے اغراض و مقاصد تھے ان کے اغراض و مقاصد کے بارے میں ڈاکٹر سلیم اختر کہتے ہیں:

> ”وہ صرف اس امر کا مطالعہ کرنا چاہتے تھے کہ ادب پارے کے متن میں مخصوص تعمیراتی اصول یا بناوٹ کے طریق کار کیا کیا ہیں اور یہ متن کو کیسے ایک مربوط کل کی صورت ڈھال دیتے ہیں۔ اس تلاش میں وہ پہلے ادب پارے کے نظام تک آئے اور پھر بالآخر ساخت کے تصور تک آ پہنچے۔“(۸)

روسی ہیئت پسند شعری زبان اور عام بول چال کی زبان میں فرق رکھتے ہیں اور زباندانی کی بجائے ادبی اظہار میں کن اصولوں کو مد نظر رکھا گیا اس بات کو اہمیت دیتے ہیں ان کے نزدیک شاعر اپنے تجربے کی گرہیں خود کھولتا ہے۔ ہیئت پسند عام زبان کو رد یا مسخ کر سکتا ہے۔ ہیئت پسندوں کے نظریے کے مطابق ادب اسلوبی وسائل اور پیرایوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔

۱۔ روسی ہیئت پسندوں کے متفقہ امور:۔ ا۔ ادبی فن پارہ ایک خودکار لسانی ساخت کا نام ہے۔

۲۔ ادبی مطالعے میں ادبیت کی میکانکیت اور طریق کار کا درجہ ترجیحی ہے۔

۳۔ ان کا مقصود ادب کی ایک ایسی تھیوری کی تشکیل تھی جو سائنسی بنیاد کی حامل ہو۔

۴۔ فن پارے کی لسانی ساخت مجموعی طور پر ادب کی زبان کی مانند نہ ہو بلکہ ضابطہ بند اصول کے مطابق ہو۔

۵۔ شعری زبان سماجی زبان سے الگ اپنی ایک شناخت رکھتی ہے۔ ادب نامانوس کاری کا فن ہے۔ نقل کاری یا حقیقت کی نمائندگی اس کا منصب نہیں۔

۶۔ ادبی تنقید ان تدابیر اور مشمولہ فنی عناصر کا تجزیہ کرتی ہے جو فن پارے کو فن پارہ بناتے ہیں اور روز مرہ کے تجربات و اشیا قلب کاری کے عمل سے گزر کر نئی ہو جاتی ہیں اس عمل کو نامانوس کاری کہا گیا ہے۔

۷۔ زبان و ادب میں تمام عناصر یا اجزائے ترکیبی ایک دوسرے کو معین کرتے ہیں اور ہر جز کے معنی مربوط ہوتے ہیں مثلاً فن پارے کے دوسرے تمام اجزا کے ساتھ، مصنف کی دیگر تحریروں کے ساتھ، متعلقہ عہد کی تمام تحریروں کے ساتھ، اسی مصنف کی دیگر تحریروں کے ساتھ، متعلقہ عہد کی تمام تحریروں کے ساتھ، اسی صنف سے متعلق دوسری تحریروں کے ساتھ، ان تمام تحریروں کے ساتھ جو زمانی سبقت رکھتی ہیں۔ ہیئت پسند شعریات کے جن مسائل کو بنیاد بنا تے ہیں بیلی اس کا ایک خاکہ پہلے ہی بنا چکا تھا ازمنکی بیلی کے بارے میں لکھتا ہے:

> "تاریخی اور تھیوریٹیکل شعریات کے مطالعے کا آغاز اے۔ این ویسلووسکی اور اے اے پوٹینیا کے ذریعے بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن صحیح معنوں میں وہ علامت پسندوں کی تھیوریز تھیں۔ جنھوں نے ادبی سطح پر طریقہ کار کا تصور فراہم کیا۔ انھوں نے شعریاتی مطالعے کی روایت پر نظر ثانی کے لیے اکسایا۔ ان میں علامت پسند آندرے بیلی کا نام سر فہرست ہے جس نے نا صرف ایک شعری تھیوری فراہم کی بلکہ اسے ایک نئے معنی بھی تفویض کیے۔ اس نے پہلی بار روایتی انتخابی پیشہ ورانہ ادبی تاریخ کے روایتی انتخابی تدابیر کو ہدف نقد بنایا اور ایک خاص منظم شعبہ کا تصور قائم کرتے ہوئے شعری تخلیقات کے فنکارانہ محاسن کی طرف توجہ دلائی۔"(۹)

ترجیحات واشتراک:

ماسکو لنگوسٹکس سرکل اور پیرو گراڈ والے دونوں کی ایسی ترجیحات تھیں جن کے مطابق اچھی تخلیق وہ ہے جو ابہام کی تہہ میں پوشیدہ ہو۔ ہیئت پسندوں کے نظریہ کے مطابق تمام زبانیں قابل تنسیخ ہیں اور ادب اسلوبی وسائل اور پیرایوں پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ فن اپنی تکنیک کو ظاہر نہ کرتے ہوئے کلاسیکل آدرش کو چیلنج کرتا ہے، فن حقیقت کی فطری ترجمانی کرتا ہے فن پارہ بہ حیثیت ایک نشان سٹرکچر میں فن پارے کا ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے۔

نئی تنقید:

نئی تنقید اپنی باقاعدہ شکل میں جان کرورینسم کی کتاب The new criticism میں سامنے آئی جو ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئی نئی تنقید کے بانیوں میں آئی اے رچرڈ، ٹی ایس ایلیٹ، ولیم ایمپسن اور پورونٹر کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ان کے بعد تنقید کو مظبوط بنیادیں فراہم کرنے والوں میں ایلین ٹیٹ، کلنیتھ، بروکس اور رابرٹ پین وارن کے نام بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔لیکن ان تینوں کے نظریات میں اختلاف کی بدولت نئی تنقید کے کوئی واضح اصول سامنے نہیں آتے۔ڈاکٹر حامد کاشمیری اپنی کتاب "تفہیم و تنقید: تنقیدی مقالات میں نئی تنقید کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "یہ فن کو مرکز توجہ بنانے کی سعی کرتی ہے۔اس سے فن کی تفہیم و تحسین کے لیے نئے تناظر فراہم ہوتے رہتے ہیں۔"(۱۰)

نئی تنقید کے نظریات:

۱۔ کسی بھی قسم کے اخلاقی رویے کے برعکس شاعری کو محض شاعری ہی سمجھا جائے۔

۲۔ مصنف کے رمز وایمایت، علامت، تمثیل، تشبیہات واستعارات اور ابہام وغیرہ کی وضاحت کے لیے تخلیقات کو تجزیاتی اور تقابلی عمل سے گزارنا چاہیے۔

۳۔ اسلوب کو اہمیت دیتے ہوئے متن کے مطالعہ پر زیادہ زور دیا۔

۴۔ معنی بہ طور جسم اور لفظ روح کی مانند ہے دونوں کا مطالعہ الگ الگ نہیں ہو سکتا لہذا ان میں تفریق ختم کی جائے۔

۵۔ تخلیق کی ظاہری ہیئت وساخت اور اس کا اندرونی مطالعہ اہم ہے تخلیق کے وجود میں آنے کے بعد ادیب کے سماجی وسوانحی حالات کی کوئی اہمیت نہیں۔

شکاگو ناقدین کے قائم کردہ تنقیدی نظریات:

۱۔ تخلیق کو کسی ایک رخ سے قابل مطالعہ نہ سمجھا جائے بلکہ ادبی تخلیق کی مجموعی ساخت کو دیکھا جائے۔

۲۔ نئی تنقید کے تمام نظریات کو ختم کر کے صرف متن کو اہمیت دی جائے۔

۳۔ فن پارے کی تمام تحریر کا لفظ بہ لفظ مطالعہ کیا جائے۔

۴۔ ہیئت اور ساخت کے ساتھ ساتھ تمام عناصر کو شامل مطالعہ کر کے فن پارے کا مجموعی حیثیت سے تجزیہ کیا جائے۔

۵۔ تخلیقی وجوہات کو پیش نظر رکھ کر تخلیق کی انفرادیت واہمیت واضح کی جائے۔

نئی تنقید پر اعتراضات:

۱۔ نئی تنقید میں کوئی فلسفہ نظر نہیں آتا محض ادبی متن پر زور دیا جاتا ہے اور متن کا جزوی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ طویل نظموں اور تفصیلی نثری مطالعے کی بجائے صرف مختصر نظموں کی تفہیم کو اہمیت دی جاتی ہے۔

۳۔ نئی تنقید الفاظ کی اندرونی ساخت، لفظی خوبیوں اور متن کے مطالعے تک محدود ہے اور ادیب کی حیثیت ثانوی

کر دی گئی ہے۔ نئی تنقید پر کچھ مزید اعتراضات بھی سامنے آئے۔ نارتھ روپ فرائی کہتا ہے:

"نئے ناقدین ابہام، تماثیل اور علامت کی مدد سے حتی المقدور معانی کی کشید پر زور دیتے ہیں ناقدین کا کام محض ان معانی کو کشید کرنا نہیں جو بوقت تخلیق ادیب کو معلوم ہوں بلکہ ناقد تو وہ معنی بھی اخذ کرتا ہے جس سے ادیب بذات خود بھی آگاہ نہ تھا"۔اا

رولان بارتھس نے بھی تنقید پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

"نئی تنقید کے تصور میں پایا جانے والا معصوم قاری حقیقتاً وجود ہی نہیں رکھتا۔ نئی تنقید کے پیش کردہ متن یا مواد کی حقیقت کو ڈھونڈنا بھی کم و بیش بعید از قیاس ہے۔"(۱۲)

جدید تنقید کے حوالے سے دیگر عناصر کے ساتھ ساتھ تاریخیت، ثقافتیات اور سماجیات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ نئی تنقید کے نظریات پر بہت سا کام ہو چکا ہے۔ تخلیق، قاری اور نقاد کے حوالے سے ہر عصر میں اس کے نئے پہلو سامنے آتے رہیں گے۔ اسی لیے شاعری کو زندگی کی تنقید کہا گیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سجاد باقر رضوی، ڈاکٹر، مغرب کے تنقیدی اصول، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۲ء، ص:۷

۲۔ عتیق اللہ، پروفیسر، مغرب میں تنقید کی روایت، لاہور: عکس پبلیکشنز، ۲۰۱۸ء، ص:۴۰۲

۳۔ ایضاً

۴۔ اصغر علی بلوچ، ڈاکٹر، مضمون، چند اہم تنقیدی دبستانوں کا مختصر جائزہ، مشمولہ: تنقید ماضی حال اور مستقبل، مرتبہ: ڈاکٹر مشتاق عادل، ساہیوال: فروغ زبان پبلیشرز، ص:۸۴

۵۔ عتیق اللہ، پروفیسر، مغرب میں تنقید کی روایت، ص:۲۴۳۔۲۴۴

۶۔ ایضاً

۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، ایلیٹ کے مضامین، مشمولہ، ارسطو سے ایلیٹ تک، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء ص:۱۷۸

۸۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تخلیقی شخصیات اور تنقید، لاہور: سنگ میل پبلیکشنز، ۱۹۸۹ء، ص:۵۱۳

۹۔ V.Zirmunskij,VoprosyTeorie,Literary{Leningrad}1928,pp.8-9

۱۰۔ حامد کاشمیری، ڈاکٹر، تفہیم و تنقید، تنقیدی مقالات، لاہور: فینس بک ڈپو، س۔ن، ص:۶۲۱

۱۱۔ نارتھ روپ فرائی، نئی تنقید پر اعتراضات، لاہور: ماڈرن پبلیکشنز ہاؤس، ۲۰۲۰ء، ص:۳۴

۱۲۔ رولان بارتھس، نئی تنقید پر اعتراضات، پرسٹن یونیورسٹی پریس، ص:۱۷